

مشکل الفاظ کے معانی

صفحہ نمبر 55 : ○ گاؤ تکیہ : گول تکیہ جس سے ٹیک لگائی جاتی ہے ○ نقاہت : کمزوری ○ فریج کٹ ڈاڑھی : ایک خاص انداز کی ڈاڑھی جس میں رخساروں سے بال صاف کر کے صرف ٹھوڑی پر بڑھالیے جاتے ہیں ○ تند و تیز : بہت تیز ، طوفانی ○ شال : گرم چادر ○ ورق گردانی کرنا : سرسری مطالعہ کرنا

صفحہ نمبر 56 : ○ دستک : دروازہ کھٹکھٹانا ○ خواہ مخواہ : بلاوجہ

صفحہ نمبر 57 : ○ وہم : شک ○ جنبش : حرکت ○ بے گار : وہ کام جس کی کوئی اجرت نہ ملے ، بے فائدہ کام ○ ٹٹنگی باندھے دیکھنا : مسلسل دیکھنا ، نظر ہٹائے بغیر دیکھنا

صفحہ نمبر 58 : ○ واہمہ : وہم ، شک ○ حقیقت پسند : سچائی کو تسلیم کرنے والا

صفحہ نمبر 59 : ○ فرض شناس : فرض کا احساس کرنے والا ○ برساتی : بارش سے بچانے والا کوٹ

صفحہ نمبر 60 : ○ کیس آگئے : مریض آگئے ○ نمبر پچر لینا : تھرما میٹر کے ذریعے درجہ حرارت معلوم کرنا

○ سیرپ : پینے کی دوا

صفحہ نمبر 61 : ○ ٹرے : چائے کے کپ اور دیگر لوازمات رکھنے کا برتن

صفحہ نمبر 62 : ○ پراسرار : رازوں سے بھری ہوئی ○ بدستور : مسلسل

صفحہ نمبر 63 : ○ پریکٹس خوب چلتی تھی : ڈاکٹری کا کام خوب چلتا تھا ○ تانا باندا ہوا ہوتا تھا : بہت ریش رہتا تھا

صفحہ نمبر 64 : ○ ضمیر بیدار ہونا : اندرونی احساس کا جاگنا ○ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا : بے بسی کی موت مرنا

صفحہ نمبر 65 : ○ شب بخیر : رات خیریت سے گزرے

چارہ ان کے دروازے پر دستک دیتا رہا لیکن انہوں نے اس کے بیٹے کو دیکھنے سے انکار کر دیا۔ اسی خلش کی وجہ سے ان کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ دروازے پر اب بھی دستک ہو رہی ہے۔

2: ”دستک“ کے سلسلے میں ڈاکٹر زیدی اور بیگم زیدی کے درمیان جو مکالمے ہوئے ان کا خلاصہ تحریر کیجیے؟
جواب: ڈاکٹر زیدی نے بیگم سے کہا کہ دروازے پر دستک ہو رہی ہے لیکن بیگم نے جواب دیا کہ یہ آپ کا وہم ہے۔ ڈاکٹر زیدی نے اصرار کیا تو بیگم نے جواب دیا کہ ہوا کے شور کی وجہ سے آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے۔ پریشان نہ ہوں۔ ڈاکٹر زیدی نے کہا کہ تم دروازے پر جانا نہیں چاہتی ہو تو میں خود دیکھ لیتا ہوں اس پر بیگم زیدی دروازے پر گئیں اور واپس آ کر بتایا کہ وہاں کوئی نہیں۔ اگر کوئی آئے گا تو دستک کیوں دے گا۔ کال بیل کیوں نہیں بجائے گا۔ تم ڈاکٹر ہو تمہیں حقیقت پسند ہونا چاہیے۔ میں ڈاکٹر برہان کو بتاؤں گی کہ تمہیں دروازے پر دستک کا وہم ہوتا ہے۔

3: اس ڈرامے سے آپ کون سا اخلاقی سبق اخذ کرتے ہیں؟

جواب: اس ڈرامے سے سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہر حال میں دوسروں کی مدد کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے دوسروں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دینی چاہیے۔ خصوصاً ڈاکٹروں کو اپنے پیشے کی عظمت کو سمجھنا چاہیے اور ہر لمحہ دکھی انسانیت کی خدمت کرنی چاہیے۔

4: اس ڈرامے سے وہ فقرہ تلاش کیجیے جس میں اس کا مرکزی خیال پوشیدہ ہے؟

جواب: ڈاکٹر زیدی کی بیگم ڈاکٹر برہان کی تعریف کرتی ہیں تو ڈاکٹر زیدی کہتے ہیں ”ڈاکٹر کو فرض شناس ہونا چاہیے“ اسی فقرے میں ڈرامے کا مرکزی خیال پوشیدہ ہے۔

5: مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔

تیز۔ مستقل۔ سردی۔ وہم۔ مصروف۔ آرام۔ اطمینان۔

جواب: ۰ تیز: آہستہ ۰ مستقل: عارضی ۰ سردی: گرمی ۰ وہم: یقین، حقیقت ۰ مصروف: بے کار فارغ ۰ آرام: تکلیف ۰ اطمینان: بے چینی، اضطراب

6: مندرجہ ذیل الفاظ و محاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

فرض شناس۔ نقاہت۔ دستک۔ تانتا بندھنا۔ سرکھجانے کی فرصت نہ ملنا۔ سوچ میں ڈوبنا۔ عملنگی باندھ کر دیکھنا۔ خیالوں میں غرق ہونا۔

جواب: ۰ فرض شناس: ایک ڈاکٹر کو فرض شناس ہونا چاہیے اور دکھی انسانیت کی مسیحائی کے لیے ہر پل تیار رہنا چاہیے۔

۰ نقاہت: حادثے کے دو ہفتے بعد اسد کے زخم تو بھر گئے مگر نقاہت بدستور ہے۔

۰ دستک: دروازے پر دستک ہو رہی ہے، شاید رضوان آیا ہے۔

۰ تانتا بندھنا: عید سے ایک روز قبل چوڑیوں کی دکان پر خواتین کا تانتا بندھا ہوا تھا۔

- سر کھجانے کی فرصت نہ ملنا: عید قربان کے روز قصابوں کو سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی۔
- سوچ میں ڈوبنا: سوات سے واپسی کے بعد شاہد وہاں کی سوچوں میں ڈوب رہتا ہے۔
- ٹکنکی باندھ کر دیکھنا: شکاری ٹکنکی باندھ کر شیر کی طرف دیکھ رہا تھا۔
- خیالوں میں غرق ہونا: کلاس میں موجود ہونے کے باوجود اسلم کرکٹ میچ کے خیالوں میں غرق تھا۔
- 7: درج ذیل مصادر کو امدادی افعال کے طور پر اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔
- پڑنا۔ چکنا۔ کرنا۔ سلنا۔ چاہنا۔ پانا۔ رکھنا۔ اٹھنا۔ لگنا۔ رہنا۔ ہونا
- جواب: ○ پڑنا: پیسے کمانے کے لیے کام تو کرتا پڑے گا۔
- چکنا: اختر چائے پی چکا ہے۔
- کرنا: وہ شب بھر چاند کو دیکھا کرتا ہے۔
- سلنا: کیا میں بات کر سکتا ہوں۔
- چاہنا: وہ زندہ رہنا چاہتا ہے۔
- پانا: استاد صاحب کے سامنے علی بات نہیں کر پایا۔
- رکھنا: پیسے کے لالچ نے اسلم کو پاگل بنا رکھا ہے۔
- اٹھنا: چوٹ لگتے ہی کسمن اولیس درد سے بلبلا اٹھا۔
- لگنا: پہلے اس نے کچھ سوچا پھر بولنے لگا۔
- رہنا: وہ کتاب پڑھ رہا ہے۔
- ہونا: دل پر آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔

8: میرزا ادیب اردو کے نامور ڈراما نگار ہیں۔ آپ اپنی لائبریری سے اُن کی کتاب ”فصیل شب“ لے کر اس کا مطالعہ کیجیے۔

☆ طلبہ کتاب حاصل کر کے مطالعہ کریں۔

خط

خط ایک طرح کی تحریری گفتگو ہے جس کے ذریعے ہم اپنے اپنے حالات سے ایک دوسرے کو آگاہ کر دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے خط کو ”نصف ملاقات“ بھی کہا جاتا ہے۔ خط نجی ہو یا کاروباری رسمی ہو یا سرکاری ہر چند خط لکھنے کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے لیکن بالعموم مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے:

الف: خط کی پیشانی کے دائیں جانب مقام روانگی اور اس کے نیچے تاریخ لکھی جاتی ہے۔

ب: صفحے کے وسط میں طرزِ مخاطب اور بلحاظ بزرگی یا خوردگی مختصر القاب و آداب لکھا جاتا ہے۔

ج: خط مختصر ہونا چاہیے تاکہ اپنا اور دوسرے کا وقت ضائع نہ ہو۔

د: جملے چھوٹے چھوٹے اور واضح ہوں کیونکہ لمبے جملے اُلجھن کا باعث ہوتے ہیں۔

5: خط کے نفس مضمون کے بعد قدرے بائیں جانب لکھنے والے کا نام اور تفصیلی پتا لکھا جاتا ہے۔
 ☆ اپنے دوست کو خط لکھیے، جس میں کسی تاریخی مقام کی سیر کا حال بیان کیجیے۔
 جواب: دیکھیے حصہ خطوط۔

☆ سیاق و سباق کے حوالے سے اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس: ”کچھ دیر بعد میرے نوکر نے آ کر بتایا کہ کوئی بڑے میاں آئے ہیں اور آپ کو ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ میں نے انکار کر دیا اور نوکر سے کہا کہ بڑے میاں کو واپس بھیج دو مگر اس کے روکنے کے باوجود وہ بوڑھا میرے کمرے میں آ گیا اور منت سماجت کرنے لگا کہ میرا بیٹا سخت بیمار ہے پہلے بھی آپ کی دوا سے شفا ہوئی تھی۔ چل کر دیکھ لیں۔ مگر میری آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں۔“

(زیدی دو تین لمحوں کے لیے خاموش رہتے ہیں پھر کہنے لگتے ہیں)

گرم بستر چھوڑنا مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے سختی سے انکار کر دیا۔ وہ بولتا رہا اور جب نوکر نے اسے زبردستی باہر نکال دیا تو دروازے پر دستک دینے لگا۔ نہ جانے کب تک دستک دیتا رہا۔ میں سو گیا۔
 (زیدی پھر خاموش ہو جاتے ہیں۔ بیگم کی نگاہیں اپنے شوہر پر جمی ہیں اور برہان میز سے دوائی کی ایک شیشی اٹھا کر اسے دیکھ رہے ہیں)

صبح اٹھا تو طبیعت پر بڑا بوجھ تھا۔ افسوس کر رہا تھا کہ میں نے بوڑھے کو کیوں مایوس کیا۔“

(سرمایہ اُردو 12 صفحہ 63، 64)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : دستک

مصنف کا نام : میرزا ادیب

سیاق و سباق: ڈرامہ دستک میں میرزا ادیب نے بہت فن کارانہ مہارت کے ساتھ ایک باضمیر ڈاکٹر کے احساس جرم کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر زیدی کی عمر 55 برس ہے اپنی جوانی میں ایک شب وہ تنھکے ہارے گھر پہنچے تو ایک بڑے میاں انہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لیے آگئے۔ بڑے میاں کا بیٹا سخت بیمار تھا۔ اقتباس میں ڈاکٹر زیدی بڑے میاں کی آمد کا واقعہ ڈاکٹر برہان کو سنارہے ہیں۔

تشریح: ڈاکٹر زیدی ڈاکٹر برہان کو اپنی جوانی اور دور عروج کا واقعہ سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک شب وہ تنھکے ہارے گھر پہنچے تو نوکر نے آ کر انہیں اطلاع دی کہ کوئی بڑے میاں آئے ہیں اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر زیدی ایک اچھے انسان تھے اور بطور ڈاکٹر اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ تھے لیکن اس وقت تنگن سے ان کا برا حال ہو رہا تھا۔ تھکاوٹ نے احساس ذمہ داری پر غلبہ پالیا اور ڈاکٹر زیدی نے نوکر سے کہا کہ وہ بڑے میاں کو واپس بھیج دے۔ نوکر نے بوڑھے کو واپس بھیجنا چاہا لیکن وہ ڈاکٹر زیدی کے کمرے میں آ گیا اور منت سماجت کرنے لگا۔ بوڑھے نے کہا کہ میرا بیٹا سخت بیمار ہے۔ پہلے بھی آپ کی دوا سے اس کی